قرآن حکیم کا جامع موسوعہ

تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج روئے زمین پر بسنے والا ہر چوتھا انسان شاہد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ زبان سے ادا کئے گئے یہ الفاظ، دل کی گواہی کے ساتھ ان انسانوں کو آخری نبی ﷺ کی امت بنا دیتے ہیں۔ امتِ محمدیہ کا ہر فرد ایمان رکھتا ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے بھیجی گئی آخری الہامی کتاب ہے جو انسانیت کو صراط مستقیم کا راستہ دکھاتی ہے اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ محمد ﷺ، جن کے قلب مبارک پر یہ کتاب اتری تھی، اس کا بہترین نمونہ ہیں اور ان کے اُسوہ حسنہ پر چلنے ہی سے دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔

یہ اس ایمانی تیقن کا معجزہ ہے کہ ہر مسلمان، خواہ وہ قرآن اور سیرتِ نبی ﷺ کے اصل مصادر تک رسائی رکھتا ہو یا نہ، یہ جانتا ہے کہ وہ ربِ کریم جس نے رحمِ مادر میں اس کی تخلیق کی، وہ اُس کی زندگی کا دورانیہ بھی طے کر چکا ہے، اس کا رزق مقدر ہو چکا ہے اور اس دنیا میں محدود وقت گزارنے کے بعد اسے اپنے رب سے ملنا ہے۔ ہر مسلمان ایمان رکھتا ہے کہ ایک ایسے دن جب انفس و آفاق سے پرے سے ایک باجبروت آواز سنائی دے گی جو پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی طرح تتر بتر کر دے گی اور جس کی دہشت سے تمام حمل والیوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے، اور اس دنیا کا سارا نظام ختم ہو جائے گا، اسے تمام دوسرے انسانوں کے ساتھ زندہ کیا جائے گا اور اس کے اعمال کا حساب ہو گا، اللہ جل شانہٗ اپنا فیصلہ صادر فرمائیں گے جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ قائم رہنے والی جنت یا جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ یہ بنیادی عقائد ایمانیات کا حصہ ہونے کے ناتے ایک بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تاہم آج کے دور میں ہم سب کو ان بنیادی عقائد سے بڑھ کر اِس روح پرور تصورِ حیات کی بہت سی دوسری جہات کو سمجھنے کی بھی ضرورت ہے تاکہ ہم درپیش صورتِ حال اور عہدِ حاضر کے مسائل کو قرآنِ حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھ سکیں۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ یہ کائنات کیسے ظہور پذیر ہوئی، حیات اور موت کا قرآنی تصور کیا ہے، جبر اور قدر، جنگ اور امن، معاش اور ازدواجی زندگی کے بارے میں اللہ کریم نے اپنی کتاب میں کیا کہا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں زندگی کے لیل ونہار سے گزرنے کے کیسے گوہرِ نایاب عطا کیے ہیں۔ بہت سے دوسرے سوال جو ہر سوچنے والے انسان کے ذہن میں ابھرتے ہیں، تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اپنے دین کے دونوں کلیدی مصادر، یعنی قرآن اور سنت، اور ان پر صدیوں پر پھیلے ہوئے علمی کام سے کماحقہ آگاہی حاصل کر کے ان سے ایسا قلبی، روحانی، اور ذہنی تعلق پیدا کریں جو کارزارِ حیات میں یقین اور علم کے ساتھ ہماری راہنمائی کر سکے۔

قرآن اور سنت کی تفہیم کے لئے موجود وسیع علمی ذخیرے کی اکثریت فصیح عربی زبان میں ہے جسے آج صرف ۸ سے ۱۰ فیصد مسلمان ہی سمجھتے اور بولتے ہیں۔ اس وجہ سے نا صرف ان بنیادی مصادر کے تہہ در تہہ معانی اور لسانی وسعت تک رسائی ناممکن ہو گئی ہے بلکہ مسلمانوں کی اکثریت قرآن کی عقلی اور تصوراتی دنیا سے بھی کٹ چکی ہے۔ حتیٰ کہ سو میں سے صرف سولہ سترہ مسلمان ہی ایسے ہیں جو اللہ کی کتاب کو کھول کر بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی پڑھ سکتے ہوں۔

لسانی اور عقلی پس ماندگی کی یہ شکل گزشتہ تین صدیوں میں رفتہ رفتہ وارد ہوئی ہے۔ سترہویں صدی میں ہماری علمی روایت جمود کا شکار ہوئی، پھر یورپی اقوام نے مسلمانوں کو لقمہ تر پا کر نگل لیا اور اُن سرزمینوں پر ظلم کی ایسی بساط بچھا دی گئی جہاں صدیوں سے مسلمانوں نے وحی کی بنیاد پر ایک تہذیب کے تاروپود ترتیب دیئے تھے۔ نوآبادیاتی دور میں اسلامی تہذیب کے چشموں کو خشک کرنا شروع کر دیا گیا، یوں رفتہ رفتہ زمین کا وہ حصہ، جہاں مسلمانوں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نازل کردہ کتاب اور اپنے رسول ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں، ایک ایسے ماورائی تصوّرِ حیات کی تقویم کی تھی جس نے انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا راستہ دکھایا تھا، تہذیبی تاراجگی کی زد میں اپنے آباءواجداد کی میراث سے محروم ہونے لگا۔ بغداد سے سمرقند تک پھیلے شہر، جو ہماری تاریخ اور تہذیب میں موتیوں کی طرح جگمگاتے رہے ہیں، ایک ایسی تباہ کن عسکری اور تہذیبی یلغار کی زد میں آ گئے جس نے ان کی مخصوص شناخت کو مٹا دیا۔

یہی نہیں، تقویم ظلم کی نئی بساط پر ایسے مہرے بھی نمودار ہو گئے ہیں جن کے نام و نقش تو اسی تہذیبی ساخت کی نشاندہی کرتے ہیں جو زیر بار ہے، لیکن ان کی فکری اور جذباتی وابستگیاں ان استعماری طاقتوں کے ساتھ ہیں جو روئے زمین پر صرف ایک طرزِ زیست کو نافذ کرنے کے جنون میں تیزی سے انسانی تہذیب کے باقی تمام مظاہر کو تاراج کرتی جا رہی ہیں۔ یوں ایک دوہرے حملے کی زد میں عربی، فارسی، اردو، اور ان کی ساتھی زبانوں کا عظیم الشان خزانہ، اور وہ طرزِ زیست جو اس تصورِ حیات سے جنم لیتا ہے جس کی اساس وحی الٰہی ہے، حنوط زدگی کے مراحل سے گزرتے گزرتے اب جاں بلب ہیں۔ یہ جابر عمل جس تیزی اور شدت سے نمودار ہوا ہے شاید اس کا اندازہ صرف انہی کو ہو سکتا ہے جو اس قہرناک دور سے قبل، ایک مختلف زمانے میں، زندگی کے لیل و نہار کو کھلی آنکھوں اور زندہ دلوں کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں، گو ایسا اب عالمِ خیال ہی میں ممکن ہے۔

عالمِ اسلام کے مختلف علاقوں میں ایک سے ڈھائی صدیوں تک مسلط رہنے کے بعد جب مغربی اقوام نے اپنے براہ راست اقتدار کو ناقابل عمل جانا تو انہوں نے اپنے نو آبادیاتی نظام کی نئی شکلیں ایجاد کیں۔ ایک ایسا تعلیمی نظام نافذ کر دیا گیا جس نے گندمی اور سیاہ رنگوں والی ایسی نسل پیدا کر دی ہے جسے اپنے دین کی اساسی جہتوں اور اپنی کتاب کا بس مدھم سا ادراک تھا۔ فکری، علمی، اور لسانی کایا پلٹ کا یہ عمل اب اس دور میں داخل ہو چکا ہے جہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت قرآن حکیم کو کھولنے سے بھی قاصر ہے۔

اگر اللہ کی آخری کتاب کے بارے میں مسلمانوں کی موجودہ صورتِ حال اس قدر دگرگوں ہے تو دوسری طرف اس زمین پر بسنے والے تین چوتھائی انسانوں کا یہ حال ہے کہ ان کے لیے قرآنِ مجید تک رسائی کے راستے تقریباً مکمل طور پر مسدود ہیں۔ یہ رکاوٹ محض عربی سے نابلد ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ اس کا گہرا تعلق صدیوں پر پھیلے اُس مواد سے بھی ہے جس کا آغاز بارہویں صدی کے نصف میں قرآنِ حکیم کے پہلے لاطینی ترجمے سے ہوا۔ یہ ترجمہ رابرٹ کینٹینس نے 1143ء میں پیٹرس

ویزابلس [1] کے کہنے پر کیا تھا۔ پیٹرس نے سپین جار کر رابرٹ کو ایک اچھے معاوضے پر قرآن مجید کا لاطینی ترجمہ کرنے کے لیے تیار کیا۔ اس ترجمے کا عنوان ہی اس ذہنی حالت کا غماز ہے جس نے اس کاوش کو جنم دیا تھا: "ایک جعلی نبی کا قانون"! [2]

صلیبی جنگوں کے دوران میں، ایک مخصوص ہدف کو حاصل کرنے کے لیے کئے گئے اس ترجمے کا اثر زہر کی طرح مغربی تہذیب میں رواں رہا ہے اور عام طور پر آج بھی مغربی دنیا قرآن حکیم کے بارے میں اسی ابتدائی رویے کی قید میں ہے، گو اس کے ساتھ ساتھ اللہ ربِ کریم نے بہت سے یورپی اور امریکی باشندوں کے لیے قرآن حکیم کے نور تک پہنچنے کے راستے بھی کھول دیے ہیں اور یہ قد آور نو مسلم دینِ حنیف کی خدمت میں خلوصِ دل اور اعلیٰ علمی صلاحیتوں سے سرگرم عمل ہیں۔ لیکن عمومی طور پر، مغرب میں قرآن حکیم کے بارے میں بے حد غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن قرآنِ مجید کے نسخوں کو جلانے کے مناظر سامنے آتے ہیں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ایک ایسی فضا بنا دی گئی ہے کہ بہت کم لوگ قرآن حکیم کی طرف ایک مثبت رویّہ رکھتے ہیں۔

مغربی دنیا میں اسلام، اور خصوصی طور پر قرآن کے حوالے سے ایک اور اہم جہت یہ ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں مغربی یونیورسٹیوں میں قرآنک سٹڈی کے نام سے جو کچھ لکھا گیا ہے اس کی ایک غالب اکثریت اس بنیاد پر مبنی ہے کہ یہ کتاب، نعوذباللہ، رسول اللہ ﷺ کا گھڑا ہوا کلام ہے، جو انہوں نے دوسرے مصادر اور افراد سے حاصل کیا، زیادہ صاف گو محقق کہتے ہیں کہ ہمیں اس سوال سے کوئی واسطہ نہیں کہ یہ کتاب کیسے وجود میں آئی، بس ہمیں تو اس سے غرض ہے کہ یہ ہے کیا اور ہم بس تحقیق اور خالص علمی کام سے غرض رکھتے ہیں۔ ان کا یہ رویہ ان کے لیے قرآن فہمی کے راستے بند کر دیتا ہے کیونکہ قرآنِ حکیم کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ ایسی ہدایت کی کتاب ہے جو دلوں کو ماورائی چشموں سے سیراب کرتی ہے۔

آج دنیا میں قرآن حکیم کے متعلق جو فضا بن چکی ہے، اس میں خود مسلمانوں کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہے، اس لیے کہ انہوں نے اس کے پیغام کو مغرب میں پھیلانے کی کوئی جامع کوشش نہیں کی۔ خاص کر 1950ء کے بعد سے، جب اللہ ربِ کریم

[1] Petrus Venerabilis (1092/1094-1156)-
[2] *Lex Mahumet pseudoprophete* (The law of Mahomet the pseudo prophet)

نے عالم اسلام کو دنیاوی دولت سے نوازا، اور بہت سے ممالک میں تیل اور گیس کی آمدن سے دولت کی ریل پیل ہوئی تو چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن حکیم کے پیغام کو، سرکاری خزانوں سے، شعوری طور پر دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اس طرح پھیلایا جاتا کہ وہ اس عہد کے سوالوں کا جواب دیتا، لیکن ہوا یہ کہ اس دولت کو استعمال کر کے خود اپنے ہاں مغربی تہذیب اور مغربی نظام تعلیم کو فروغ دیا جانے لگا۔ اس نئے نظام نے اب اس نسل کو جنم دے دیا ہے، جو بس رنگ و شکل کے اعتبار سے مسلمان ہیں لیکن انہیں نہ تو وحی کی بنیاد پر ابھرنے والی اس عظیم تہذیب سے کوئی واسطہ ہے جو اب نابود ہو چکی ہے، نہ ہی وہ قرآن کا فہم رکھتے ہیں۔ غنیمت ہے کہ وہ شادی، مرگ پر مولوی کو بلانے کا تکلف اب بھی کر لیتے ہیں۔

اس تاریخی پس منظر میں مرکز العلوم الاسلامیہ (کینیڈا) نے ۲۰۰۷ء میں ایک بین الاقوامی منصوبے کا آغاز کیا اور قرآن حکیم کا جامع انسائیکلوپیڈیا شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس انسائیکلوپیڈیا میں قرآن مجید کے تمام تصورات، اس میں مذکور تمام افراد، مقامات، اور اشیاء پر پانچ سو انتیس مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ سات جلدوں اور تقریباً چار ہزار صفحات پر مشتمل اس انسائیکلوپیڈیا کے ذریعے چودہ سو سال کی اسلامی علمی روایت کی بازیافت کا کام بھی لیا جا رہا ہے۔ نادر مآخذ اور عمیق تدبر کی حامل تحریروں کی روشنی میں لکھے جانے والے اس انسائیکلوپیڈیا کی پہلی جلد جب 2013ء میں شائع ہوئی تو دنیا بھر میں اس کاوش کو بے حد سراہا گیا۔ 2024ء میں دوسری جلد شائع ہوئی، جس میں 67 مقالات شامل ہیں۔ الفابائی ترتیب کے تحت ان دو جلدوں میں اے سے سی تک آنے والے مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ تیسری جلد کا تقریباً ایک تہائی حصہ لکھا جا چکا ہے۔

یہ انسائیکلوپیڈیا خالص اسلامی علمی مصادر کی روشنی میں قرآنِ حکیم کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے کی پہلی عالمی کوشش تو ہے ہی، خود مسلمانوں کے لئے یہ ایک ایسا وقیع اور مستند متن ہے جو صدیوں پر پھیلے ہوئے اس ذخیرے کی بازیافت بھی ہے جو اللہ ربِ کریم کی کتاب پر تدبر کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ اس میں صحابہ کرام کے عہد سے لے کر آج تک تحریر کی جانے والی تفاسیر، علوم قرآن پر موجود خصوصی کتب، عربی کی نادر لغات، قرآن فہمی پر لکھی گئی متخصص تحریروں، سیرت، فقہ، تاریخ، ادب، نفس انسانی کی پرتوں کی نقاب کشی کرنے والی عمیق تحریروں، اور سینکڑوں دوسرے مصادر کو استعمال کیا جا رہا ہے جن سے اس سے پہلے شاذ ہی کسی کتاب میں استفادہ کیا گیا ہے۔

یہ کام انسائیکلوپیڈیا کی شکل میں قارئین کو عہد حاضر کے مسائل کو قرآنِ حکیم کے تصور انسان اور تصورِ کائنات کی روشنی میں سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ وہ اہل علم جن کی تحقیق کا دائرہ قرآن اور قرآنی علوم ہیں، وہ اس سے اپنے علمی کام میں مدد لے سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ محققین جو علوم اسلامیہ کے ماہر ہیں ان کے لیے یہ جامع انسائیکلوپیڈیا ایسی سینکڑوں اہم کتب کو منظر عام پر لاتا ہے جن کے حوالے کم یاب ہیں۔

یہ انسائیکلوپیڈیا قرآن پر نئی تحقیق کے لیے بھی بہت مفید ہے کیونکہ یہ قرآن میں موجود تمام تصورات، اس میں مذکور تمام افراد، مقامات، اشیاء، اور واقعات کو بہترین تحقیقی انداز میں علمی دنیا کے سامنے لا رہا ہے۔ اساتذہ اس میں بنیادی اسلامی مصادر کا ایک بڑا ذخیرہ پائیں گے جو مسلمانوں نے گزشتہ چودہ صدیوں میں ایک ایسی کتاب کی تشریح اور وضاحت کے لئے تحریر کیا ہے جو سراپا ہدایت ہے اور جو تمام بنی نوع انسان کو یہ باور کرواتی ہے کہ جو بھی اللہ وحدہٗ لاشریک کے پیغام پر ایمان لا کر، اُس کے بتائے ہوئے راستے پر چلے گا اس کے لیے اللہ کی رحمت کے سائے میں قائم کی گئی جنت ہے جس میں وہ ہمیشہ کے لیے رہنے کا حقدار ہو گا۔

مسلمانوں کی طرف سے کسی بھی مغربی زبان میں لکھے جانے والے اس پہلے انسائیکلوپیڈیا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اس یلغار کا تریاق ہے جو مغرب میں قرآن حکیم کی اکادمی تحریروں کی شکل میں موجود ہے۔ یہ انسائیکلوپیڈیا پہلی دفعہ ایک ایسی کاوش ہے جو نہ صرف یہ کہ خالص اسلامی مصادر پر مبنی ہے، بلکہ اس میں علمی تحریروں کے تمام لوازمات کو بھی اعلیٰ ترین سطح پر پورا کیا جا رہا ہے۔

اس انسائیکلوپیڈیا کی علمی اہمیت یہ بھی ہے کہ عہدِ حاضر حق اور باطل کی جس پیکار میں مبتلا ہے، اس میں یہ تحریر اذہان اور قلوب تک قرآن کی حکمت اور دانائی، اور اس کی ارفع روشنی کو پھیلانے کا راستہ ہے۔ اس منصوبے کی تہہ میں یہ شعور کارفرما ہے کہ آج مسلمانوں کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ علمی زبان میں، مکمل حوالہ جات کے ساتھ، اُس عظیم الشان روایت کی روشنی میں قرآنِ کریم کے پیغام کو عام کیا جائے جس کے تانے عہدِ رسالت سے جا ملتے ہیں۔ اسلام کی یہ علمی روایت نہ صرف غیر مسلموں کے لئے قرآن فہمی کے نئے راستے کھولنے کا واحد ذریعہ ہے بلکہ خود مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے لئے بھی یہ انسائیکلوپیڈیا اپنی علمی روایت سے وابستگی اور اس کی از سر نو بازیافت کا راستہ ہے۔

آیئے آپ بھی اس کام میں شامل ہو جائیں۔ اس انسائیکلوپیڈیا کو پڑھیں، اس میں مذکوران عظیم مصنفوں سے واقفیت حاصل کریں جن کا کام کسی بھی روایت کے لیے باعث فخر ہے۔ قرآن حکیم کا یہ انسائیکلوپیڈیا گہرے مطالعے کا تقاضا کرتا ہے لیکن اس کے لیے عربی زبان یا قرآنی علوم سے واقفیت ضروری نہیں۔ اس انسائیکلوپیڈیا کی خصوصیات میں یہ بھی شامل ہے کہ یہ خود قرآن کے موضوعاتی ڈھانچے پر مبنی ہے، چودہ سو سال کے مسلم علمی سرمائے کا احاطہ کرتا ہے اور قرآن فہمی کے نئے راستے واہ کرتا ہے۔ آیئے آپ بھی اس تاریخ ساز منصوبے کا حصہ بن جائیں۔

[مزید تفصیل کے لئے یہاں کلک کریں]

[مسجد اقصیٰ کے امام کی دعاء]